**ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL**
Available Online: https://assajournal.com
*Vol. 05 No. 01. Jan-March 2026*.Page#.976-988
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

# Islamic Textual Foundations of Human Dignity: A Comparative Study of the Objectives of Sharīʿah and Global Ethics of Artificial Intelligence

# تکریمِ انسانی کی نصوصِ اسلامی: مقاصدِ شریعت اور عالمی اخلاقیاتِ مصنوعی ذہانت کا تقابلی مطالعہ

**Muhammad Umer Farooq**
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies Lahore
umer353264@gmail.com
**Dr. Muhammad Shahid Khan**
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

**Abstract**
*This research concludes that artificial intelligence is neither inherently good nor evil; rather, its moral status is determined by the manner of its use and the values that guide it. Islamic Sharīʿah regards human dignity as an unconditional and fundamental value, and on this basis, it restricts any technology that reduces human beings to mere instruments.The significant convergence between global ethics of artificial intelligence and the Islamic objectives of Sharīʿah serves as evidence that human dignity is a universal moral value. However, the Islamic framework provides this value with a stronger, more stable, and transcendental foundation, offering exceptional guidance for addressing the ethical crises posed by modern technologies.If artificial intelligence is subordinated to the principle of human dignity, it can become a means of serving humanity. Conversely, if it is left unchecked in the name of utility and power, the same technology may lead to moral corruption and human degradation. The choice ultimately lies in human hands, not in those of*

***Keyword**: Human Dignity, Islamic Texts, Maqāṣid al-Sharīʿah, Global Ethics, and Artificial Intelligence, A Comparative Study.*

## تمہید

مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) جدید دور کی ان ٹیکنالوجیز میں شامل ہے جس نے انسانی معاشرت، علم، فیصلہ سازی اور انتظامی ڈھانچے کو غیر معمولی طور پر متاثر کیا ہے۔ طب، تعلیم، معیشت، قانون، ابلاغ اور نگرانی جیسے حساس شعبوں میں AI کا بڑھتا ہوا استعمال اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس ٹیکنالوجی کو محض کارکردگی اور سہولت کے زاویے سے نہ دیکھا جائے بلکہ اس کے اخلاقی اور انسانی اثرات کو بھی سنجیدگی سے پرکھا جائے۔ ان اثرات میں سب سے بنیادی اور مرکزی مسئلہ انسانی تکریم (Human Dignity) کا ہے۔

جب مصنوعی ذہانت انسانوں کے بارے میں فیصلے کرنے لگے، ان کی نگرانی کرے، ان کے ڈیٹا کی بنیاد پر ان کی شناخت تشکیل دے، یا انہیں محض عددی پروفائل میں تبدیل کر دے، تو یہ سوال ناگزیر ہو جاتا ہے کہ آیا ایسا نظام انسان کو ایک باوقار ہستی کے طور پر تسلیم کرتا ہے یا اسے محض ایک قابلِ استعمال چیز سمجھتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اسلامی اخلاقیات اور جدید عالمی AI ethics ایک دوسرے کے قریب آ کر انسانی تکریم کو بنیادی قدر قرار دیتے ہیں۔

اسلامی شریعت میں انسانی تکریم کوئی ثانوی یا اضافی تصور نہیں بلکہ انسان کے وجود سے وابستہ ایک خداداد حقیقت ہے۔ قرآنِ مجید انسان کو عزت یافتہ مخلوق قرار دیتا ہے اور اس عزت کے تحفظ کو اخلاقی اور قانونی ذمہ داری بناتا ہے۔ اس کے برعکس جدید ٹیکنالوجی، خصوصاً AI، اکثر انسان کو ڈیٹا، پروفائل یا آبجیکٹ میں تبدیل کر دیتی ہے، جس سے انسانی وقار کو سنگین خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ یہی تناؤ اس تحقیق کا نقطۂ آغاز ہے۔

## انسانی تکریم کا قرآنی تصور:

اسلامی تعلیمات میں انسانی تکریم کی بنیاد براہِ راست قرآنِ مجید پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ [1]

"اور ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی"

یہ آیت انسانی تکریم کو کسی خاص مذہب، نسل، زبان یا سماجی حیثیت سے مشروط نہیں کرتی بلکہ "بنی آدم" کی تعبیر کے ذریعے تمام انسانوں کو اس عزت کا حامل قرار دیتی ہے۔ امام ابو جعفر طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل، فہم، ارادہ اور اختیار عطا کر کے دیگر مخلوقات پر فضیلت دی، اور یہی فضیلت اس کی تکریم کی اصل بنیاد ہے [2]

امام فخر الدین رازی اس مقام پر مزید وضاحت کرتے ہیں کہ:

انسانی تکریم کا تعلق انسان کی جسمانی ساخت سے کم اور اس کی اخلاقی و عقلی صلاحیت سے زیادہ ہے، کیونکہ انسان خیر و شر میں امتیاز اور ذمہ دارانہ انتخاب کی قدرت رکھتا ہے [3]

یہی اخلاقی اختیار انسانی وقار کو محض افادیت (utility) سے بلند کر دیتا ہے۔ یہ نکتہ مصنوعی ذہانت کے تناظر میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ AI عموماً انسان کی قدر کو اس کی کارکردگی، خطرے، یا معاشی فائدے سے ناپتی ہے، جبکہ اسلامی تصور میں انسان کی عزت غیر مشروط اور غیر افادی ہے۔

## انسانی تکریم اور مساوات:

شریعت اسلامیہ میں انسانی تکریم کا ایک لازمی تقاضا مساوات ہے۔ قرآن مجید واضح طور پر اعلان کرتا ہے: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ [4] "تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے" اس آیت کی روشنی میں انسانوں کے درمیان کسی بھی قسم کی نسلی، لسانی یا سماجی برتری کو رد کر دیا گیا ہے۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

شریعت نے تمام ظاہری امتیازات کو باطل قرار دے کر انسانی عزت کو اخلاقی معیار (تقویٰ) سے جوڑ دیا ہے۔ [5]

---

1۔ الاسراء 70:17

2۔ طبری، امام، جامع البيان عن تأويل القرآن، ، دار ہجر، قاہرہ، 2001، ج15، ص 5

3۔ رازی ،فخر الدین ، التفسير الكبير، دار إحياء التراث العربی، بیروت,1999، ج 21، ص 83

4۔ الحجرات 13,49

5۔ قرطبی ، الجامع لأحكام القرآن، ، دار الكتب المصريہ، قاہرہ ،2006،ج 16، ص 342

مصنوعی ذہانت کے بہت سے نظام تاریخی ڈیٹا پر سیکھتے ہیں، اور اگر یہ ڈیٹا تعصب پر مبنی ہو تو AI بھی اسی تعصب کو آگے بڑھاتی ہے۔ اس طرح الگورتھمک تعصب (Algorithmic Bias) اسلامی اصولِ مساوات سے براہِ راست متصادم ہو جاتا ہے، کیونکہ شریعت کسی انسان کو اس کی پیدائشی یا سماجی شناخت کی بنیاد پر کمتر ماننے کی اجازت نہیں دیتی۔

## انسانی تکریم اور عدل:

اسلامی شریعت میں عدل محض ایک قانونی اصول نہیں بلکہ ایک جامع اخلاقی فریضہ ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ[6]

"بے شک اللہ عدل کا حکم دیتا ہے"

امام شاطبی عدل کو مقاصدِ شریعت کا عملی مظہر قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ

شریعت کے تمام احکام کا مقصد انسان کو ظلم سے بچانا اور اس کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔[7]

جب AI نظام ایسے فیصلے کرنے لگیں جو شفاف نہ ہوں، جنہیں سمجھا یا چیلنج نہ کیا جا سکے، تو یہ صورتحال اسلامی تصورِ عدل کے خلاف جاتی ہے۔ عدل کا تقاضا ہے کہ فیصلہ قابلِ فہم، قابلِ سوال اور انسانی نگرانی کے تحت ہو—ایسی شرائط جو مکمل خودکار نظام میں اکثر مفقود ہوتی ہیں۔

## انسانی تکریم اور رازداری

اسلامی اخلاقیات میں انسانی تکریم کا ایک اہم پہلو رازداری اور نجی زندگی کا احترام ہے۔ قرآن مجید میں واضح حکم ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوا [8]

"اور (ایک دوسرے کی) ٹوہ میں مت رہو"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

بلاضرورت کسی انسان کی نجی زندگی میں جھانکنا اس کی عزت اور وقار کو مجروح کرتا ہے، چاہے یہ عمل کسی خیر کے نام پر ہی کیوں نہ کیا جائے۔[9]

Ai پر مبنی نگرانی، فیس ریکگنیشن، ڈیٹا ٹریکنگ اور پروفائلنگ اسی ممانعت کے دائرے میں آتی ہیں، کیونکہ ان میں انسان کو مسلسل مشاہدے کے تحت رکھ کر اس کی خود مختاری اور وقار کو محدود کر دیا جاتا ہے۔

---

[6]۔ النحل 90:16

[7]۔ شاطبی ، الموافقات، دار ابن عفان، جده1997، ج 2، ص 8

[8]۔ الحجرات 12:49

[9]۔ قرطبی ، الجامع لأحكام القرآن، دار الكتب المصريه، قاہره, 2006، ج 16، ص 331

## جواب دہی کا احساس:

اسلامی تصورِ انسان میں ایک بنیادی عنصر اخلاقی ذمہ داری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا"[10]

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کو فیصلہ کرنے کے ساتھ جواب دہ بھی ٹھہرایا گیا ہے۔ مصنوعی ذہانت چونکہ نیت، اخلاقی شعور اور اخروی جواب دہی سے محروم ہے، اس لیے اسے فیصلہ ساز کی حیثیت دینا اسلامی تصورِ تکریم سے ہم آہنگ نہیں۔

## مقاصدِ شریعت اور انسانی تکریم:

شریعت اسلامیہ کا امتیاز یہ ہے کہ وہ محض احکام و قوانین کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسا اخلاقی نظام ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی فلاح کو مرکز بناتا ہے۔ اسی اخلاقی نظام کی وضاحت مقاصدِ شریعت کے تصور میں ملتی ہے، جس کے تحت شریعت کے تمام احکام کا بنیادی مقصد انسان کو ضرر سے بچانا اور اس کے لیے خیر کو فروغ دینا ہے۔ امام شاطبی مقاصدِ شریعت کو شریعت کی "روح" قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

احکامِ شرعیہ کا اصل مقصد انسانی مصالح کا تحفظ ہے، نہ کہ محض ظاہری اطاعت۔[11]

مصنوعی ذہانت جیسے جدید مظاہر کے اخلاقی جائزے میں مقاصدِ شریعت اس لیے غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں کہ یہ تصور ہمیں جزوی مسائل میں الجھنے کے بجائے مجموعی انسانی اثرات کو دیکھنے کا معیار فراہم کرتا ہے۔ انسانی تکریم دراصل انہی مقاصد کا عملی اظہار ہے، کیونکہ شریعت کے تمام بنیادی مقاصد انسان کی عزت، آزادی اور اخلاقی حیثیت کے تحفظ سے جڑے ہوئے ہیں۔

## حفظُ النفس اور انسانی تکریم:

مقاصدِ شریعت میں حفظُ النفس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ انسانی جان کی حرمت اسلام میں مطلق ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا[12]

"جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا یا زمین پر فساد پھیلایا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

شریعت میں انسانی جان کی قدر اس قدر بلند ہے کہ اس پر معمولی سا شبہ بھی سزا کو روک دیتا ہے۔[13]

---

[10]۔ بخاری ، محمد بن اسماعیل ،صحیح البخاری، دار ابن کثیر ، دمشق,2002،، ج 2، ص 5

[11]۔ شاطبی ، الموافقات، دار ابن عفان، جده،1997، ج 2، ص 7

[12]۔ المائده 32:05

[13]۔ ابن کثیر ، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ، ریاض،1999، ج 3، ص 87

مصنوعی ذہانت کے تناظر میں حفظُ النفس کا مسئلہ اس وقت سامنے آتا ہے جب AI کو ایسے شعبوں میں استعمال کیا جائے جہاں انسانی جان براہِ راست متاثر ہوتی ہو، مثلاً طبی تشخیص، مریضوں کی ترجیح (triage)، خودکار عسکری نظام، یا predictive policing۔ اگر AI کے فیصلے غلط ہوں، یا انہیں انسانی نگرانی کے بغیر نافذ کیا جائے، تو یہ انسانی جان کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ مقاصدی اصول کے مطابق ایسا ہر نظام جو جان کے بارے میں فیصلے کو غیر شفاف اور غیر انسانی بنادے، انسانی تکریم کے خلاف ہو گا۔

## حفظُ النفس اور جدید خودکار نظاموں کا اخلاقی بحران:

حفظُ النفس کے باب میں مصنوعی ذہانت کا سب سے نازک اور خطرناک اطلاق وہ ہے جہاں جان سے متعلق فیصلے انسانی فہم اور اخلاقی ذمہ داری سے الگ ہو جائیں۔ کلاسیکی فقہ میں یہ اصول مسلم ہے کہ جان کے بارے میں فیصلہ ہمیشہ احتیاط اور شبہ کے فائدے پر مبنی ہونا چاہیے۔ اسی اصول کی بنیاد پر اسلامی قانون میں قاعدہ مقرر ہوا: "الحدود تُدرأ بالشبهات" یعنی جہاں شبہ ہو وہاں سزا روک دی جاتی ہے۔

اگر اس اصول کو AI کے تناظر میں دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ probabilistic systems جو محض امکانات کی بنیاد پر فیصلے کرتے ہیں جان سے متعلق معاملات میں فطری طور پر خطرناک ہیں۔ خودکار عسکری نظام یا predictive policing میں AI کسی شخص کو "ممکنہ خطرہ" قرار دے کر اس کی جان کو خطرے میں ڈال سکتی ہے، حالانکہ اسلامی قانون میں محض ظنّ یا احتمال جان لینے یا نقصان پہنچانے کے لیے کافی نہیں۔[14]

## حفظُ العقل اور انسانی شعور:

حفظُ العقل شریعت کا وہ مقصد ہے جو انسانی فکری آزادی، شعور اور اخلاقی ادراک کے تحفظ سے متعلق ہے۔ اسلام نے عقل کو خیر و شر میں امتیاز کی بنیاد قرار دیا ہے، اور اسی وجہ سے ہر وہ چیز ممنوع ٹھہرائی گئی جو عقل کو معطل یا مفلوج کر دے۔ مصنوعی ذہانت کے موجودہ استعمالات میں ایک نمایاں خطرہ یہ ہے کہ انسان بتدریج الگورتھمک اتھارٹی کے تابع ہو جاتا ہے۔ جب فیصلے، سفارشات اور ترجیحات مسلسل مشین کی طرف سے آئیں، تو انسان اپنی تنقیدی صلاحیت کھونے لگتا ہے۔ امام غزالی لکھتے ہیں کہ

عقل کا مقصد صرف معلومات حاصل کرنا نہیں بلکہ اخلاقی بصیرت پیدا کرنا ہے۔[15]

اگر AI انسانی عقل کی جگہ فیصلہ سازی سنبھال لے تو یہ حفظُ العقل کے منافی ہو گا، کیونکہ شریعت عقل کو انسان کی تکریم کی بنیاد قرار دیتی ہے، نہ کہ اسے کسی خارجی نظام کے تابع دیکھنا چاہتی ہے۔

## حفظُ العقل اور الگورتھمک اختیار: (Algorithmic Authority)

حفظُ العقل کے تناظر میں ایک اہم اضافہ یہ ہے کہ جدید AI صرف معلومات فراہم نہیں کرتی بلکہ فیصلے کی سمت متعین کرتی ہے۔ سرچ انجن، سفارشاتی نظام، اور جنریٹو ماڈلز انسان کے سامنے وہی مواد لاتے ہیں جو الگورتھم "موزوں" سمجھتا ہے۔ نتیجتاً انسان کا

---

[14]۔ شاطبی ، الموافقات، دار ابن عفان، جده، 1997،ج 2، ص 25

[15]۔ غزالی ، امام،احياء علوم الدين، دار المعرفة، بيروت،2004 ،ج 1، ص 84،

فکری افق محدود ہونے لگتا ہے۔[16] امام ابن خلدون عقل کو محض ذہنی قوت نہیں بلکہ اجتماعی و تاریخی شعور سے جڑی صلاحیت قرار دیتے ہیں،[17] اگر AI انسان کے علمی ماحول کو اس طرح ترتیب دے کہ وہ مختلف آراء، تنقید اور مکالمے سے محروم ہو جائے تو یہ حفظُ العقل کی نفی ہو گی۔

شریعت اسلامیہ عقل کو حاکم اخلاقی قوت سمجھتی ہے، تابع نہیں۔ اس لیے وہ ٹیکنالوجی جو عقل کو "assist" کرنے کے بجائے "replace" کرنے لگے، مقاصدی اعتبار سے قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔

## حفظُ العرض اور انسانی آبرو:

مقاصدِ شریعت میں حفظُ العرض یعنی انسانی عزت و آبرو کا تحفظ نہایت مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ پہلی قسط میں واضح کیا گیا، قرآن و سنت میں آبرو کو جان اور مال کے ساتھ شمار کیا گیا ہے۔ امام شاطبی کے مطابق

اگر کسی عمل سے انسانی عزت کو نقصان پہنچے تو وہ شریعت کے مقاصد کے خلاف ہو گا، چاہے وہ بظاہر کسی فائدے کا ذریعہ کیوں نہ ہو۔[18]

مصنوعی ذہانت کے ذریعے deepfake، غلط پروفائلنگ، یا reputational scoring جیسے نظام انسانی آبرو کو شدید خطرات سے دوچار کرتے ہیں۔ مقاصدی تناظر میں ایسے نظام انسانی تکریم کی نفی کرتے ہیں، کیونکہ وہ انسان کو اس کی مرضی کے بغیر ایک جھوٹے یا مشکوک بیانیے کا حصہ بنا دیتے ہیں۔

## حفظُ العرض اور ڈیجیٹل شناخت: (Digital Identity)

حفظُ العرض کے باب میں صرف deepfake یا جعلی مواد ہی مسئلہ نہیں بلکہ جدید AI کے ذریعے ڈیجیٹل شناخت کی تشکیل بھی ایک سنجیدہ اخلاقی چیلنج ہے۔ آج الگورتھمز کسی فرد کی آن لائن سرگرمیوں کی بنیاد پر اس کی شخصیت، رجحانات اور کردار کا ایک بیانیہ تشکیل دیتے ہیں، جو اکثر اس کی اصل نیت اور سیاق سے کٹا ہوتا ہے۔ اسلامی فقہ کا قاعدہ ہے: "الأمور بمقاصدها" یعنی اعمال کا اعتبار نیتوں سے ہے۔

جب AI کسی شخص کی نیت جانے بغیر اس کی شناخت بنائے اور اسی شناخت کی بنیاد پر فیصلے ہوں، تو یہ اصولِ شرعی سے براہِ راست متصادم ہے۔ امام نووی اس قاعدے کی شرح میں لکھتے ہیں کہ نیت کے بغیر کسی فعل کا اخلاقی وزن متعین نہیں کیا جا سکتا۔[19] اس تناظر میں reputational scoring اور automated profiling انسانی آبرو کے لیے مستقل خطرہ بن جاتے ہیں۔

---

[16]۔ ابن خلدون ، المقدمہ، ، دار الفكر، بيروت، 2004، ص 412

[17]۔ بخاری ، محمد بن اسماعیل ،صحیح البخاری، دار ابن کثیر، دمشق,2002،، ج 2، ص 5

[18]۔ شاطبی ، الموافقات، ، دار ابن عفان، جدہ، 1997، ج 2، ص 11

[19]۔ نووی ، شرح صحیح مسلم، ، دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1996، ج 1، ص 34

## حفظُ المال اور معاشی وقار:

حفظُ المال کا مقصد صرف مال کی حفاظت نہیں بلکہ معاشی انصاف اور استحصال کی روک تھام ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ[20]

"اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے مت کھاؤ"

مصنوعی ذہانت پر مبنی مالی نظام، جیسے credit scoring، automated lending، اور fraud detection، اگر غیر شفاف ہوں تو یہ انسان کی معاشی خودمختاری اور وقار کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ مال سے متعلق فیصلے میں ظلم دراصل انسانی عزت پر حملہ ہوتا ہے، کیونکہ انسان کی معاشی حیثیت اس کی سماجی حیثیت سے جڑی ہوتی ہے۔[21]

لہٰذا مقاصدِ شریعت کے مطابق AI کا کوئی بھی معاشی استعمال اس وقت تک جائز نہیں ہو سکتا جب تک وہ شفاف، منصفانہ اور قابلِ سوال نہ ہو۔

## مقاصدِ شریعت اور اخلاقی معیار

مقاصدِ شریعت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ ہمیں AI کے ہر استعمال کے لیے ایک واضح سوال فراہم کرتے ہیں:

کیا یہ نظام انسانی جان، عقل، عزت یا مال کو محفوظ کرتا ہے یا نقصان پہنچاتا ہے؟

اگر جواب نقصان کی صورت میں ہو تو وہ نظام اسلامی اخلاقیات کے مطابق ناقابلِ قبول ہوگا، چاہے وہ تکنیکی طور پر کتنا ہی مؤثر کیوں نہ ہو۔ اس نکتے کو امام شاطبی نے یوں بیان کیا ہے کہ شریعت میں افادیت (efficiency) کبھی بھی انسان کی حرمت پر مقدم نہیں ہو سکتی۔[22]

## حفظُ المال اور ڈیٹا بطور سرمایہ:

حفظُ المال کے دائرے میں جدید مسئلہ یہ ہے کہ انسانی ڈیٹا خود ایک معاشی وسیلہ بن چکا ہے۔ AI systems صارفین کے ڈیٹا سے منافع کماتے ہیں، جبکہ اصل انسان کو نہ اس منافع میں حصہ ملتا ہے اور نہ ہی مکمل آگاہی۔ اسلامی فقہ میں مال کی تعریف صرف مادی اشیاء تک محدود نہیں بلکہ ہر وہ چیز جو قابلِ انتفاع ہو، مال کے حکم میں آ سکتی ہے۔ امام سرخسی لکھتے ہیں کہ جس چیز سے فائدہ اٹھایا جائے اور جس پر قبضہ ممکن ہو، وہ مال شمار ہوتی ہے۔[23]

اس اصول کی روشنی میں انسانی ڈیٹا کا غیر شفاف استعمال اکلِ مال بالباطل کے زمرے میں آ سکتا ہے، جو انسانی وقار کے ساتھ ساتھ معاشی عدل کی بھی نفی ہے۔

---

[20]۔ البقر2:188

[21]۔ ابن تیمیہ ، مجموع الفتاویٰ ، ، دار الوفاء، ریاض1995، ج 29، ص 15

[22]۔ شاطبی ، الموافقات، ، دار ابن عفان، جدہ1997، ج 2، ص 19

[23]۔ سرخسی ، المبسوط، ، دار المعرفة، بیروت، 1993،ج 11، ص 79

## عالمی سطح پر اخلاقیاتِ مصنوعی ذہانت کا آغاز:

مصنوعی ذہانت کے بڑھتے ہوئے اور غیر محدود استعمال نے عالمی سطح پر یہ احساس پیدا کیا کہ ٹیکنالوجی کو محض افادیت، رفتار یا معاشی فائدے کے پیمانوں پر نہیں پرکھا جا سکتا۔ جب الگورتھم انسانی فیصلوں میں شریک ہونے لگیں، نگرانی کے نظام ریاستی اور کارپوریٹ سطح پر عام ہو جائیں، اور خودکار نظام انسان کی معاشی و سماجی حیثیت متعین کرنے لگیں، تو یہ سوال ناگزیر ہو جاتا ہے کہ آیا ایسی ٹیکنالوجی انسانی وقار کے ساتھ ہم آہنگ ہے یا نہیں۔

اسی فکری تشویش کے نتیجے میں اکیسویں صدی کے آغاز سے اخلاقیاتِ مصنوعی ذہانت (AI Ethics) ایک مستقل علمی میدان کے طور پر ابھری۔ اس میدان کا مرکزی مقصد یہ تھا کہ مصنوعی ذہانت کے لیے ایسے اخلاقی اصول مرتب کیے جائیں جو انسان کو محض ڈیٹا، عدد یا قابلِ استعمال شے بننے سے محفوظ رکھ سکیں۔

## انسانی تکریم بطور عالمی اخلاقی قدر:

عالمی اخلاقی دستاویزات میں انسانی تکریم کو مصنوعی ذہانت کے اخلاقی نظم کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ اقوامِ متحدہ سے وابستہ ادارہ یونیسکو (United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization– UNESCO) اپنی جامع دستاویز Recommendation on the Ethics of Artificial Intelligence میں واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کے تمام نظاموں کو انسانی وقار، آزادی، خود مختاری اور حقوق کے احترام کے تابع ہونا چاہیے۔[24]

یونیسکو کے مطابق انسانی dignity محض قانونی تصور نہیں بلکہ ایک اخلاقی قدر ہے، جس کی خلاف ورزی ٹیکنالوجی کو غیر انسانی بنا دیتی ہے۔ یہ مؤقف اس خدشے کے پس منظر میں سامنے آیا ہے کہ الگورتھمک نظام انسان کو اس کی ذات کے بجائے اس کے ڈیٹا، خطرے کے امکان، یا افادیت کی بنیاد پر جانچنے لگے ہیں۔

اطالوی نژاد فلسفی لوشیانو فلوریڈی (Luciano Floridi) اس صورتِ حال کو انسان کی "معلوماتی تخفیف" قرار دیتے ہیں، جہاں انسان ایک اخلاقی ہستی کے بجائے معلوماتی شے بن جاتا ہے۔[25]

ان کے مطابق جب انسان کو محض ڈیٹا پوائنٹس میں reduce کر دیا جائے تو انسانی وقار اپنی اخلاقی معنویت کھو دیتا ہے۔

## عالمی اخلاقیاتِ مصنوعی ذہانت کے بنیادی اصول

عالمی سطح پر مرتب ہونے والے اخلاقی فریم ورکس میں چند اصول مسلسل نمایاں ہوتے ہیں، جو براہِ راست انسانی تکریم کے تحفظ سے متعلق ہیں۔

---

24- UNESCO, Recommendation on the Ethics of Artificial Intelligence 2022, p.15–18

25- Floridi 2013, 43–45

## انسانی خود مختاری:

یونیسکو کی سفارشات کے مطابق مصنوعی ذہانت کو انسان کی جگہ فیصلہ کرنے والا نہیں بلکہ انسان کی معاون ٹیکنالوجی ہونا چاہیے۔ اگر خودکار نظام انسانی مرضی، شعور اور اختیار کو محدود کر دیں تو وہ اخلاقی طور پر ناقابلِ قبول ہو جاتے ہیں ۔[26]

## عدل اور عدمِ تعصب:

امریکی محقق کیتھی اونیل (Cathy O'Neil) نے واضح کیا ہے کہ الگورتھمز بظاہر غیر جانبدار ہونے کے باوجود تاریخی اور سماجی تعصبات کو دہراتے ہیں، جس کے نتیجے میں کمزور طبقات مزید نقصان کا شکار ہوتے ہیں ۔[27] اسی لیے عالمی اخلاقیات میں انصاف کو انسانی وقار کا لازمی تقاضا قرار دیا گیا ہے۔

## رازداری:

یونیسکو اور دیگر عالمی اداروں کے مطابق رازداری انسانی dignity کا لازمی جزو ہے، کیونکہ مسلسل نگرانی انسان کو خوف اور خودساختہ پابندیوں میں مبتلا کر دیتی ہے[28]

## شفافیت اور جواب دہی:

امریکی قانونی مفکر فرینک پاسکویل (Frank Pasquale) کے مطابق جب الگورتھمک فیصلے ناقابلِ فہم "بلیک باکس" بن جائیں تو اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور ظلم کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔[29]

## اسلامی مقاصدِ شریعت اور عالمی اخلاقیات کا تقابلی جائزہ:

جب ان عالمی اصولوں کا تقابلی مطالعہ اسلامی مقاصدِ شریعت کے ساتھ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دونوں نظام انسانی تکریم کو بنیادی قدر تسلیم کرتے ہیں، اگرچہ ان کی بنیادیں مختلف ہیں۔ اسلامی تصورِ حفظُ النفس عالمی اخلاقیات میں انسانی سلامتی اور نقصان سے بچاؤ کے اصول سے ہم آہنگ ہے۔ یونیسکو واضح کرتا ہے کہ ایسے خودکار نظام جو انسانی جان کے لیے خطرہ بنیں، اخلاقی طور پر ناقابلِ قبول ہیں ۔[30]

---

[26]- UNESCO 2022, 20–22

[27] Cathy O'Neil. 2016. Weapons of Math Destruction: How Big Data Increases Inequality and Threatens Democracy. New York: Crown Books, 84–90.

[28]- UNESCO 2022, 19–21

[29]- Frank Pasquale. The Black Box Society: The Secret Algorithms That Control Money and Information. Cambridge, MA: Harvard University Press 2015, 3–8

[30]- UNESCO 2022, 22–23

حفظُ العقل کا مقصد انسانی شعور اور فکری آزادی کا تحفظ ہے، جو عالمی اخلاقیات میں انسانی خود مختاری اور باخبر فیصلے کے اصول سے مطابقت رکھتا ہے۔ امام ابو حامد غزالی کے مطابق عقل محض معلومات کا نام نہیں بلکہ اخلاقی بصیرت کا ذریعہ ہے۔[31]

اسی طرح حفظُ العرض عالمی اخلاقیات میں dignity اور reputation protection کے اصول سے ہم آہنگ ہے، جبکہ حفظُ المال معاشی انصاف اور استحصال کی روک تھام کے عالمی تصورات سے قریب تر ہے۔

## اسلامی فریم ورک کی امتیازی حیثیت:

اگرچہ عالمی اخلاقیات انسانی تکریم کو تسلیم کرتی ہیں، تاہم اسلامی فریم ورک اسے ایک خداداد، غیر مشروط اور ماورائی قدر کے طور پر پیش کرتا ہے۔ امام ابو اسحاق شاطبی اس نکتے کو یوں واضح کرتے ہیں کہ شریعت میں کوئی بھی مصلحت اس وقت تک معتبر نہیں ہو سکتی جب تک وہ انسان کی بنیادی حرمت کو مجروح نہ کرے۔[32]

یہ اصول جدید اخلاقی مباحث میں پائے جانے والے افادیت پسند رجحانات پر ایک مضبوط تنقید فراہم کرتا ہے، جہاں کبھی کبھار "اکثریت کے فائدے" کے نام پر فرد کی عزت قربان کر دی جاتی ہے۔

## اصولی نتائج:

اب تک یہ بات تفصیل سے واضح کی جا چکی ہے کہ اسلامی شریعت اور عالمی اخلاقیاتِ مصنوعی ذہانت دونوں انسانی تکریم کو ایک بنیادی قدر کے طور پر تسلیم کرتی ہیں۔ تاہم اس اعتراف کی نوعیت تھوڑی مختلف ہے۔ اسلامی تناظر میں انسانی تکریم ایک خداداد، غیر مشروط اور ناقابلِ تنسیخ حقیقت ہے، جبکہ عالمی اخلاقی فریم ورکس میں یہ زیادہ تر انسانی حقوق، سماجی معاہدے اور قانونی اصولوں سے ماخوذ تصور کی جاتی ہے۔ اس بنیادی فرق کے باوجود، دونوں نظام اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی بھی ایسی ٹیکنالوجی جو انسان کو محض ایک ذریعہ، ڈیٹا آبجیکٹ یا قابلِ استعمال شے میں تبدیل کر دے، اخلاقی طور پر ناقابلِ قبول ہے۔ اسلامی شریعت میں انسانی تکریم کا یہ مقام قرآن مجید کی واضح نص سے ماخوذ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ[33]

"اور ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی"۔

امام فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ انسان کی یہ تکریم اس کی عقل، اختیار اور اخلاقی ذمہ داری کی بنا پر ہے، نہ کہ اس کی افادیت یا سماجی کارکردگی کی بنیاد پر۔[34]

---

31۔ غزالی ، احیاء علوم الدین، ج 1، ص 84، دار المعرفة، بیروت 2004

32۔ شاطبی 1997، الموافقات، دار ابن عفان، جده، ج 2، ص 19

33۔ الاسراء 70:17

34۔ رازی ، التفسیر الکبیر، دار إحیاء التراث العربی، بیروت،1999، ج 21، ص 83

اس اصولی بنیاد سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کا کوئی بھی استعمال اس وقت تک اخلاقی و شرعی طور پر قابلِ قبول نہیں ہو سکتا جب تک وہ انسانی تکریم کو مقدم اور حاکم معیار (governing principle) تسلیم نہ کرے۔ محض کارکردگی، درستگی یا معاشی فائدہ شریعت کے نزدیک کافی معیار نہیں۔

## انسانی ذمہ داری:

ایک اہم اصولی نتیجہ یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت بذاتِ خود اخلاقی فاعل (moral agent) نہیں بن سکتی۔ اسلامی شریعت میں اخلاقی ذمہ داری نیت، شعور اور جواب دہی سے جڑی ہے، اور یہ تینوں عناصر مشین میں موجود نہیں ہو سکتے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"[35]

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اخلاقی قدر کا مدار انسانی نیت پر ہے، نہ کہ محض نتائج پر۔ لہٰذا ایسے خودکار نظام جو انسانی فیصلے کی جگہ لے لیں، دراصل انسانی ذمہ داری کو غیر واضح اور کمزور کر دیتے ہیں۔ یہی نکتہ عالمی اخلاقی مباحث میں بھی سامنے آیا ہے۔ امریکی فلسفی جوزف وائزن بام (Joseph Weizenbaum) خبردار کرتے ہیں کہ جب انسان اخلاقی فیصلے مشینوں کے سپرد کر دیتا ہے تو دراصل وہ اخلاقی جواب دہی سے فرار اختیار کرتا ہے۔[36] اسلامی تناظر میں یہ فرار ناقابلِ قبول ہے، کیونکہ شریعت میں ہر فعل کے لیے کسی نہ کسی انسان کو ذمہ دار ٹھہرایا جانا ضروری ہے۔

## انسانی نگرانی (Human Oversight) بطور شرعی تقاضا

مصنوعی ذہانت کے اخلاقی استعمال کے حوالے سے ایک واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسانی نگرانی محض ایک تکنیکی سفارش نہیں بلکہ ایک شرعی تقاضا ہے۔ قرآنِ مجید مشاورت اور انسانی شرکت کو اجتماعی فیصلوں کی بنیاد قرار دیتا ہے:

وَ أَمۡرُهُمۡ شُورَىٰ بَيۡنَهُمۡ[37]

ابن عاشور اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ اجتماعی معاملات میں انسانی رائے اور فہم کو نظر انداز کرنا ظلم اور فساد کا پیش خیمہ بنتا ہے۔[38]

اس اصول کی روشنی میں یہ کہنا بجا ہے کہ مصنوعی ذہانت کو فیصلہ ساز نہیں بلکہ فیصلہ میں معاون کے طور پر استعمال کیا جانا چاہیے۔ یہی نکتہ عالمی اخلاقیاتِ مصنوعی ذہانت میں بھی مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ یونیسکو (UNESCO) اس بات پر زور دیتا ہے کہ AI systems میں "human-in-the-loop" لازمی ہونا چاہیے تاکہ انسانی وقار اور جواب دہی برقرار رہے۔[39]

---

35- بخاری ، محمد بن اسماعیل ،صحیح البخاری، دار ابن کثیر، دمشق2002، ج 1، ص 2

36- Weizenbaum 1976, Computer Power and Human Reason, San Francisco, 6–10

37- الشوریٰ 38:42

38- ابن عاشور ، التحریر والتنویر، الدار التونسیة للنشر، تیونس، 1984،ج 25، ص 158

39- UNESCO 2022, Recommendation on the Ethics of Artificial Intelligence, UNESCO Publishing, Paris, 20–22

اسی طرح اسلامی شریعت میں عدل کا تقاضا ہے کہ فیصلے شفاف، قابلِ فہم اور قابلِ سوال ہوں۔ قرآنِ مجید ارشاد فرماتا ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ [40] امام شاطبی عدل کو مقاصدِ شریعت کی روح قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسا کوئی نظام جو ظلم کے اسباب پیدا کرے، شریعت کے مقاصد کے خلاف ہوگا، چاہے وہ بظاہر فائدہ مند ہی کیوں نہ ہو۔[41] مصنوعی ذہانت کے بہت سے نظام "بلیک باکس" کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، جن کے فیصلوں کی وضاحت ممکن نہیں ہوتی۔ امریکی قانونی مفکر فرینک پاسکویل (Frank Pasquale) کے مطابق ایسے نظام انصاف کے بجائے طاقت کو مضبوط کرتے ہیں، کیونکہ ان میں جواب دہی کا فقدان ہوتا ہے۔[42] اسلامی اصولِ عدل کی روشنی میں ایسے نظام ناقابلِ قبول قرار پاتے ہیں۔

## عملی اخلاقی سفارشات:

ان اصولی نتائج کی بنیاد پر درج ذیل اخلاقی سفارشات سامنے آتی ہیں:

1۔ مصنوعی ذہانت کو صرف ان شعبوں میں استعمال کیا جائے جہاں وہ انسانی تکریم، جان، عقل اور عزت کے لیے معاون ہو، نہ کہ متبادل۔

2۔ ایسے تمام نظام جن میں انسانی جان، آزادی یا آبرو متاثر ہو سکتی ہو، وہاں انسانی نگرانی اور حتمی اختیار لازمی قرار دیا جائے۔

3۔ ڈیٹا اکٹھا کرنے اور استعمال کرنے میں رازداری کو بنیادی حق سمجھا جائے، کیونکہ قرآن مجید تجسس اور بلا اجازت مداخلت کو ممنوع قرار دیتا ہے (الحجرات 49:12)۔

4۔ الگورتھمک تعصب کی باقاعدہ جانچ کی جائے تاکہ اسلامی اصولِ مساوات کی خلاف ورزی نہ ہو۔

5۔ ریاستی اور ادارہ جاتی سطح پر ایسی پالیسی سازی کی جائے جو انسانی تکریم کو محض اخلاقی نعرہ نہیں بلکہ قابلِ نفاذ معیار بنائے۔

## حاصل کلام:

یہ تحقیق اس نتیجے تک پہنچتی ہے کہ مصنوعی ذہانت بذاتِ خود خیر یا شر نہیں، بلکہ اس کا اخلاقی مقام اس کے استعمال اور اس کے پیچھے کارفرما اقدار سے متعین ہوتا ہے۔ اسلامی شریعت انسانی تکریم کو ایک غیر مشروط اور بنیادی قدر قرار دیتی ہے، اور اسی بنا پر وہ ہر ایسی ٹیکنالوجی کو محدود کرتی ہے جو انسان کو محض ذریعہ بنا دے۔

عالمی اخلاقیاتِ مصنوعی ذہانت اور اسلامی مقاصدِ شریعت کے درمیان نمایاں ہم آہنگی اس بات کا ثبوت ہے کہ انسانی وقار ایک آفاقی اخلاقی قدر ہے۔ تاہم اسلامی فریم ورک اس قدر کو زیادہ مضبوط، مستقل اور ماورائی بنیاد فراہم کرتا ہے، جو جدید ٹیکنالوجی کے اخلاقی بحرانوں سے نمٹنے میں غیر معمولی رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

[40]۔ النحل 90:16

[41]۔ شاطبی 1997، الموافقات، دار ابن عفان، جده، ج 2، ص 8

[42]۔ Pasquale 2015, The Black Box Society, Harvard University Press, Cambridge, 3–8

اگر مصنوعی ذہانت کو انسانی تکریم کے تابع رکھا جائے تو یہ انسانیت کی خدمت کا ذریعہ بن سکتی ہے اور اگر اسے افادیت اور طاقت کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جائے تو یہی ٹیکنالوجی اخلاقی فساد اور انسانی انحطاط کا سبب بن سکتی ہے۔ انتخاب انسان کے ہاتھ میں ہے، مشین کے نہیں۔

## مصادر و مراجع


القرآن الکریم، کلام اللہ

ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ،، دار الوفاء، ریاض 1995ء

ابن خلدون، المقدمہ،، دار الفکر، بیروت، 2004ء

ابن عاشور، التحریر والتنویر، الدار التونسیۃ للنشر، تیونس، 1984ء

ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ، ریاض، 1999ء

بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار ابن کثیر، دمشق,2002ء

رازی، فخر الدین، التفسیر الکبیر، دار إحیاء التراث العربی، بیروت,1999ء

سرخسی، المبسوط،، دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء

شاطبی، الموافقات،، دار ابن عفان، جدہ، 1997

طبری، امام، جامع البیان عن تأویل القرآن،، دار ہجر، قاہرہ، 2001ء

غزالی، احیاء علوم الدین، ج 1، ص 84، دار المعرفۃ، بیروت 2004ء

قرطبی، الجامع لأحکام القرآن،، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 2006ء

نووی، شرح صحیح مسلم،، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، 1996ء

Cathy O'Neil. Weapons of Math Destruction: How Big Data Increases Inequality and Threatens Democracy.New York: Crown Books2016.

Frank Pasquale. The Black Box Society: The Secret Algorithms That Control Money and Information. Cambridge, MA: Harvard University Press 2015

Pasquale, The Black Box Society, Harvard University Press, Cambridge2015

UNESCO, Recommendation on the Ethics of Artificial Intelligence, UNESCO Publishing, Paris 2022

Weizenbaum 1976, Computer Power and Human Reason, San Francisco